REGD. No. L.5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

ربوہ

روزنامہ

یوم چہارشنبہ ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ

خطبہ نمبر ۲۲

فی پرچہ ایک آنہ سات پائی (سابقہ)
نئے پیسے

جلد ۵۰/۱۵ ‖ ۷ جون ۱۹۶۱ء ۷ احسان ۱۳۴۰ ہش ‖ نمبر ۱۲۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۶ جون بوقت ½ ۸ بجے صبح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ بہتر ہے"

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفائے کامل و عاجل اور درازی عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

متروکہ املاک مستقل طور پر منتقل کرنے کے قواعد کا اعلان

واجبات ادا کرنے والوں کو مکمل مالکانہ حقوق مل جائیں گے۔

لاہور ۶ جون۔ مرکزی حکومت نے متروکہ دوکانوں اور مکانوں کو مستقل طور پر منتقل کرنے کے لئے قواعد کا اعلان کر دیا ہے۔ ان قواعد کا نام متروکہ مکانوں اور دوکانوں کی مستقل منتقلی کے قواعد مجریہ ۱۹۶۱ء ہے اور یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوں گے۔ متروکہ املاک منتقل کرانے والے ایسے لوگ جنھوں نے ابھی منتقلی کی قیمت، تصفیہ کی فیس اور دوسرے واجبات ادا نہیں کئے۔ انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے واجبات جلد سے باق کرا دیں تاکہ ان کے نام مستقل طور پر متروکہ املاک منتقل کی جا سکیں۔

ان قواعد کے مطابق جب کوئی مکان یا دوکان مہاجرین کی آبادکاری و بحالیات سے متعلقہ ایکٹ یا سکیم کے تحت عارضی طور پر منتقل ہو چکا ہو۔ بشرطیکہ (۱) منتقلی کا حکم قطعی ہو۔ اور (ب) عارضی طور پر مکان منتقل کرانے یا حاصل کرنے والا مکان یا دوکان کی منتقلی کی قیمت یا در نیلام (۲) تصفیہ کی فیس اور (۳) دوسرے تمام سرکاری واجبات مکمل طور پر ادا کر چکا ہو۔ تو متعلقہ علاقہ کے ڈپٹی سٹلمنٹ کمشنر ایک رجسٹر میں جس کے کوائف کی وضاحت ان قواعد کی جدول میں کر دی گئی ہے، مکان یا دوکان حاصل کرنے والے کے نام جائداد کی مستقل منتقلی کا اندراج کریں گے۔ اور اس کے بعد جائداد مستقل طور پر منتقل ہو جائے گی۔ یہ انتقال کسی قسم کے بار سے مستثنیٰ ہوگا۔

ایک اور قاعدہ کے مطابق رجسٹر میں کسی ایک جائداد کی مستقل منتقلی کے اندراج کی مصدقہ نقل تحریری درخواست پیش کر کے حاصل کی جا سکے گی۔ اس درخواست پر تین روپے کا رسیدی ٹکٹ چسپاں کرنا ضروری ہے۔ ان قواعد کے مطابق جس شخص کے نام کوئی متروکہ جائداد مستقل طور پر منتقل ہو گی وہ اسے اس جائداد کے تمام حقوق و مراعات حاصل ہونگے اور اس جائداد کو عام قوانین کے تحت رہن رکھنے یا کسی اور کے نام منتقل کرنے کا مجاز ہوگا۔ ان قواعد میں اس امر کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ مستقل طور پر جائداد حاصل کرنے والا جائداد کے تارک وطن مالک کے بقایا جات قرض یا کسی اور واجب الادا رقم کی ادائیگی کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

صدر کینیڈی سے میری بات چیت مستقل امن کے قیام میں مدد دے گی

تخفیف اسلحہ پر سمجھوتہ اور سرد جنگ کا خاتمہ ضروری ہے، روسی وزیر اعظم

وی آنا ۶ جون۔ روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشیف نے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ صدر کینیڈی کے ساتھ وی آنا میں ان کی بات چیت مستقل امن کے قیام میں مفید ثابت ہوگی۔ مسٹر خروشیف نے وی آنا سے ماسکو روانہ ہوتے وقت کہا کہ روسی حکومت کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ پائیدار امن کو تقویت پہنچائی جائے۔ اور تمام تنازعات کا تصفیہ بات چیت کے ذریعہ کرنے کی کوشش کی جائے — انہوں نے کہا میری حکومت اب بھی اسی پالیسی پر کاربند رہے گی۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تخفیف اسلحہ کے سوال پر سمجھوتہ ہو جائے۔ اور سرد جنگ بند کر دی جائے۔ مسٹر خروشیف کل وی آنا سے ماسکو پہنچے۔

وی آنا۔ صدر کینیڈی اور مسٹر خروشیف کی دو روزہ بات چیت کے بعد کل ایک سرکاری اعلان بھی جاری کیا گیا تھا۔

مشترکہ سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ دونوں سربراہ اس بات پر رضامند ہو گئے ہیں کہ وہ ایسے مسائل کے بارے میں رابطہ برقرار رکھیں گے جن سے دونوں ملکوں اور تمام دنیا کو دلچسپی ہو۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ

— کی علالت —

ربوہ ۶ جون۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی صحت کے متعلق لاہور سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ آپ بغرض علاج ۴ جون سے میو ہسپتال لاہور میں داخل ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت خاص توجہ اور درد سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت میاں صاحب موصوف کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین

سیرالیون کے جشن آزادی میں شرکت اور فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد

محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے

ربوہ ۴ جون۔ محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب (جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ لاہور) سیرالیون کے جشن آزادی میں شریک ہونے نیز فریضہ حج کی ادائیگی اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۶۱ء بخیر و عافیت لاہور واپس تشریف لے آئے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت سیرالیون نے جماعت احمدیہ کو سیرالیون کے جشن آزادی میں شریک ہونے کے لئے اپنا ایک نمائندہ بھیجنے کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ اس موقعہ پر جماعت کی نمائندگی کا شرف محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب کے حصہ میں آیا۔ اور آپ اسی حیثیت سے سیرالیون کے جشن آزادی میں شریک ہوئے۔

آپ مورخہ ۱۹ اپریل کو پاکستان سے عازم سیرالیون ہوئے تھے۔ وہاں جشن آزادی میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرنے کے بعد آپ گھانا کے دارالحکومت اکرا اور نائیجیریا کے دارالحکومت لیگس تشریف لے گئے جہاں آپ نے احمدیہ مشن دیکھے۔ اور وہاں کے احمدی احباب سے ملاقات کی واپسی پر آپ لنڈن اور فرانکفورٹ میں احمدیہ مشن اور مساجد دیکھنے۔ اور یورپ کے نو مسلم احمدی احباب سے ملنے کے بعد حجاز پہنچے اور حرمین شریفین کی زیارت کے علاوہ فریضہ حج کی ادائیگی سے مشرف ہوئے اور پھر وہاں

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

روزنامہ الفضل ربوہ
مؤرخہ ۷ رجون ۱۹۶۱ء

بے بنیاد الزامات کا بے سود اعادہ

لاہور کے ایک اخبار نے حال ہی میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف بعض ایسے اعتراضات کا از سر نو سلسلہ شروع کیا ہے جن کا ہماری طرف سے وضاحت کے ساتھ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ جواب دیا جا چکا ہے۔ اگرچہ یہ اخبار اور اس کا ایڈیٹر ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب کے زمانے سے ہی جماعت احمدیہ کے خلاف الزام تراشی میں بہت "نیک نام" واقع ہوا ہے۔ (حوالہ کے لئے دیکھو تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸) تاہم چونکہ ایک عرصہ کی خاموشی کے بعد ایسے بے بنیاد اعتراضات کے اعادہ سے اس کی غرض جماعتِ احمدیہ کے خلاف غلط فہمیاں پھیلا کر اسے بلا وجہ بدنام کرنا ہے اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ایسے معاملات میں حکومت اور منصف مزاج اور غیر متعصب شرفاء کی اطلاع کے لئے اصل صورتِ حال ایک دفعہ پھر واضح کر دیں۔ چنانچہ اخبار مذکور کے اعتراضات کا یہ جواب ہماری طرف سے محض غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے سندھ میں جو جائداد پیدا کی ہے اس کے ضمن میں معاصر مذکور نے اعتراض یہ کیا ہے کہ جب آج سے ساٹھ ستّر سال قبل حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی جائداد کی قیمت دس ہزار روپیہ بیان کی تھی تو اب یہ لاکھوں روپے کی جائیداد کہاں سے پیدا ہو گئی۔ یہ اعتراض کرنے کے بعد اس نے الزام یہ لگایا ہے کہ جو جائیداد پیدا کی گئیں ان کا بیشتر حصہ صدر انجمن احمدیہ کے اموال سے ادا کیا گیا۔ یہ الزام جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے سراسر بے بنیاد ہے ہر سمجھدار زمیندار جانتا ہے اور حکومت کو بھی خوب معلوم ہے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے زرعی زمینوں کی جو قیمت تھی وہ آج بدرجہا بڑھ چکی ہے جو زمینیں پہلے کوڑیوں کے مول فروخت ہوتی تھیں آج انہی زمینوں کی کئی گنا بلکہ بعض صورتوں میں سینکڑوں گنا زیادہ قیمت پڑتی ہے یہ بات اس قدر علم اور واضح ہے کہ ہمیں اس بارہ میں مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں علاوہ ازیں جاننے والے جانتے ہیں اور جانتے بوجھتے ہوئے آنکھیں بند کرنے والوں کا کوئی علاج نہیں۔

اس تعلق میں ایک اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ آج سے تقریباً پون صدی قبل جب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی جائیداد کی قیمت دس ہزار روپیہ بیان کی تھی اس وقت قادیان کی آبادی ایک چھوٹے سے گاؤں کی صورت میں اپنی ابتدائی اور بہت ہی قلیل حدود کے اندر محدود تھی لیکن اس کے بعد قادیان کی آبادی خدا کے فضل سے سرعت کے ساتھ بڑھنی شروع ہوئی اور آبادی کی آس پاس کی زمینیں جو ابتداءً محض زرعی نوعیت کی تھیں سکنی صورت اختیار کر گئیں اور سکنی زمین کی قیمت لازماً زرعی زمین کی قیمت سے بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔

الفضل کے اجراء کے تعلق میں اخبار نے لکھا ہے کہ جب ۱۹۱۳ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے الفضل جاری کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کے پاس روپیہ نہ تھا چنانچہ آپ نے گھر کا ایک زیور فروخت کر کے اس کے لئے ابتدائی رقم فراہم کی۔ اس واقعہ کو حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ نے کئی مرتبہ بیان فرمایا ہے اور یہ واقعہ بذاتِ خود اس امر کی دلیل ہے کہ اُس زمانہ میں ہی قادیان کے قرب وجوار کی زرعی اراضی کے سکنی اراضی میں تبدیل ہونے سے ان اراضی کی قیمت بدرجہا زیادہ ہو چکی تھی۔ کیونکہ اگرچہ الفضل جاری کرنے کے لئے اولاً آپ کو گھر کا ایک زیور فروخت کرنا پڑا تھا لیکن جیسا کہ آپ کئی دفعہ بیان فرما چکے ہیں اس کے بعد آپ کے ایک مختار نے زرعی زمین کا ایک قطعہ سکنی حیثیت میں فروخت کر کے چند گھنٹے کے اندر اندر ہی مطلوبہ رقم سے زیادہ رقم فراہم کر دی تھی۔

پھر اعتراض کرنے والے کو یہ معلوم نہیں کہ شروع میں جب سندھ کے علاقہ میں حکومت نے زرعی اراضی فروخت کرنا شروع کیں تو اس وقت لوگ ان غیر آباد علاقوں میں جا کر آباد ہونا پسند نہ کرتے تھے چنانچہ حکومت نے ان علاقوں کو آباد کرنے اور ان علاقوں کو زیرِ کاشت لا کر ملک کی زرعی پیداوار بڑھانے کی غرض سے سندھ کی اراضی کی قیمت موجودہ قیمت سے بہت کم لگائی تھی لیکن ملکی معیشت میں زرعی علاقوں کی اہمیت بڑھ جانے کی وجہ سے اب وہاں اراضی کی قیمتیں بہت بڑھ چکی ہیں۔ یہ بات ایسی معروف ہے کہ کوئی سمجھدار انسان اس سے ناواقف نہیں ہو سکتا۔

اس کے علاوہ معترض دانستہ یا نادانستہ اس بات کو بھول رہا ہے کہ سندھ کی اراضی کی قیمت خریداروں سے یکمشت وصول نہیں کی گئی تھی بلکہ بیس سال کے طویل عرصہ میں قلیل قسطوں کے ذریعہ اس کی وصولی عمل میں آئی تھی! اور ملکی معیشت میں زراعت کی بڑھتی ہوئی اہمیت کے پیشِ نظر ان بیس سالوں میں زمین کی آمد میں سے ہی زمین کی قیمت کا وصول ہو جانا بعید از قیاس نہیں ہے بلکہ اکثر زمینداروں نے اسی رنگ میں سندھ میں اراضی خرید کر اپنی جائیداد کو ترقی دی ہے اس وقت سندھ میں بے شمار خاندان ایسے ہیں جنہوں نے ابتداءً بہت سستی زمینیں خریدی تھیں اور پھر بعد میں انہی زمینوں کی آمد سے قسطیں ادا کرنے کے بعد اب وہ لاکھوں روپے کی جائداد کے مالک بن چکے ہیں۔ اگر معاصر مذکور کا منشاء یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کی زمینوں کی قیمتیں تو زمانہ اور حالات کے مطابق بڑھتی رہیں لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ کی اراضی اس اضافہ سے متاثر نہ ہوں اور ان کی قیمت آج بھی وہی رہے جو پون صدی قبل تھی تو اس کا ہمارے پاس ہی کیا کسی سمجھدار انسان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

پھر اخبار مذکور نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی جائیداد سے آمدنی -/۲۸۲ روپے سالانہ ظاہر کی تھی۔ سو اس ضمن میں واضح رہے کہ یہ حساب صرف انکم ٹیکس کے نقطۂ نظر سے کیا گیا تھا جس میں زرعی آمدنی شامل نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اس کا مالیہ وغیرہ پہلے ہی الگ ادا ہوتا تھا۔ یہ تو صرف باغ وغیرہ کی آمدنی تھی جو قادیان میں تھے اور زرعی پیداوار کی آمدنی سے الگ تھی۔

ایک بات اخبار مذکور نے یہ لکھی ہے کہ ۱۹۳۰ء میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جانب سے جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (ایدہ اللہ تعالیٰ) کے لئے ساٹھ روپے ماہوار کا وظیفہ مقرر کیا گیا تھا۔ اخبار نے اس طرح یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا آپ کا گزارہ صرف اسی وظیفہ پر تھا۔ یہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے یہ وظیفہ انجمن نے اس لئے نہیں دیا تھا کہ خدانخواستہ آپ بھوکے مرتے تھے بلکہ یہ رقم ایک بزرگ اور مقدس و مطہر وجود کی اولاد ہونے کی وجہ سے نذرانہ کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی تھی اور اس میں آپ کی کوئی تخصیص نہیں تھی بلکہ یہ نذرانہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی تمام اولاد کو اور بعد میں حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح اوّل کی اولاد کو بھی دیا جاتا تھا۔

ایک اور اعتراض اخبار مذکور نے یہ کیا ہے کہ ۱۹۱۴ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے وقت سے دنیوی تموّل کے لحاظ سے آپ کا معیار زندگی بلند ہوتا چلا گیا۔ یہ غلط ہے کہ ۱۹۱۴ء کے بعد آپ کے معیارِ زندگی میں کوئی تبدیلی ہوئی آپ ابتداء ہی سے آج تک ایک متوسط آدمی کے معیار پر زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی صحت کے لحاظ سے سادہ غذا اور لباس استعمال کرتے ہیں۔ آپ نہایت جزرس، محتاط اور کفایت شعار ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے جدی جائداد کو ضائع نہیں کیا بلکہ جائز طریق سے اس میں اضافہ کیا ہے۔

اسی طرح صدر انجمن احمدیہ اور مجلس تحریک جدید کے اموال کے تعلق میں اخبار مذکور نے جو اعتراض کیا ہے وہ ایک فرسودہ اعتراض ہے جس کا کئی مرتبہ جواب دیا جا چکا ہے صدر انجمن احمدیہ اور مجلس تحریک جدید دونوں رجسٹرڈ باڈیز ہیں جن کا چندہ مقامی جماعتوں کے سیکرٹریوں کے ذریعے وصول ہوتا ہے اور وصولی کی رسیدیں دی جاتی ہیں اور مرکز میں اس کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے پھر آمد و خرچ کا سالانہ بجٹ تیار ہوتا ہے اور اس کے مطابق اخراجات عمل میں لائے جاتے ہیں صدر انجمن احمدیہ اور مجلس تحریک جدید پورے غور اور بحث کے بعد اسے منظور کرتی ہیں اور پھر یہ بجٹ مجلس مشاورت میں جماعت کے صدہا باقاعدہ منتخب شدہ نمائندگان کے سامنے پیش ہوتا ہے اور وہ پوری بحث و تمحیص اور غور و فکر کے بعد اسکے منظور کئے جانے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے سارے حسابات حکومت کے منظور کردہ رجسٹرڈ آڈیٹرز کی طرف سے بھی باقاعدہ چیک ہوتے ہیں۔ اور سارے امور پر پڑتال کی نظر ڈالی جاتی ہے ایسے حسابات کے متعلق وہ بے بنیاد اعتراض جو معترض نے کیا ہے اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا اس قسم کے رجسٹرڈ اور منظم [illegible] اور انکے قواعد و ضوابط کے مطابق رکھے جانے والے حسابات پر محض اعتراض کی غرض سے اعتراض کرنا نیز مزاروں اور خانقاہوں وغیرہ کی غیر منضبط اور ہوائی آمدنی اور انکے بے مصرف خرچ سے تشبیہ دینا انتہائی زیادتی ہے اور اوقاف ایکٹ یا اس سے متعلق دیگر قوانین کے بلا وجہ اور بے مقصد استعمال پر زور دینا حکومت کی توجہ کو تعمیری کاموں سے ہٹا کر اسے غیر ضروری کاموں میں الجھانے کی کوشش

خطبہ جمعہ

مذہب کی حقیقی روح پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرو اور ہمیشہ اس کی رضا کو مقدم رکھو

مذہبی جماعتوں کی بنیاد روحانیت پر ہوتی ہے اور روحانیت تعلق باللہ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی

فرمودہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۵۱ء بمقام ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ہے جسے صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ

مذہبی جماعتوں کی بنیاد

روحانیت پر ہوتی ہے۔ اگر کسی جماعت میں روحانیت باقی ہے۔ تو وہ گرنے کے بعد دوبارہ ابھرنے کا موقعہ پالیتی ہے اور اگر کسی جماعت کی روحانیت مر جائے۔ تو ایسی جماعت اپنی ظاہری اور جسمانی ترقی کے باوجود بھی دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتی۔ پس ہماری جماعت کو اپنے تمام امور میں اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ انہیں تعلق باللہ حاصل ہو۔ اور اس طرح روحانیت قائم رہتی ہے۔ جو شخص اپنے سارے کاموں میں خدا تعالےٰ کی طرف نظر رکھتا ہے۔ اس میں

مذہب کی روح

باقی رہتی ہے۔ اور جو دنیوی سامانوں اور تدبیروں کی طرف توجہ کرتا ہے وہ مردہ ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں۔ لیکن ان سے قوموں کی زندگی بدل جاتی ہے اور افراد کے نظریے بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالےٰ کی خدمت کرنے والے کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں۔ وہ کپڑوں اور مکان کے محتاج بھی ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی کھاتے تھے۔ پیتے بھی تھے۔ کپڑے بھی پہنتے تھے۔ اور مکان میں بھی رہتے تھے۔ قرآن کریم میں کفار کا یہ اعتراض درج ہے۔ کہ یہ کیسا نبی آگیا۔ یہ تو ہماری طرح بازار میں چلتا پھرتا ہے۔ کھانا کھاتا ہے پانی پیتا ہے۔ اب اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حوائج انسانی سے مستغنی نہیں تھے تو

سوال پیدا ہوتا ہے

کہ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ایک عام دنیادار میں کیا فرق ہے۔ وہ فرق صرف یہی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے لئے زندہ رہتے تھے۔ کھانا پینا یا کپڑا پہننا درمیانی شغل تھا۔ لیکن ایک دنیادار دنیا کی صرف کھانے پینے کے لئے زندہ رہتا ہے۔ ہاں کبھی کبھی خدا تعالےٰ کا بھی ذکر کر لیتا ہے۔ مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لو۔ آپ نے ان چیزوں کا انکار کیا ہے۔ انہیں دھتکارا اور رد کیا ہے۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ مجھے پچاس روپے کی ضرورت ہے۔ مجھے مہیا کر کے دو۔ اور اگر تم مجھے پچاس روپے نہیں دیتے۔ تو تم جہنم میں جاؤ میں تمہیں قرآن نہیں پڑھاتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے فاقے بھی دیئے۔ آپ کے رستے بھی روکے آپ کو اور آپ کے متبعین کو مارا پیٹا بھی۔ آپ کی ہتک بھی کی اور آپ کے عزیزوں اور پیاروں کو دکھ دکھ بھی دیئے۔ لیکن آپ نے فرمایا تم جو چاہو کرو۔ میں نے یہ کام کرنا ہے۔ گویا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

قرآن پڑھاتے ہیں۔ اور اس کے بدلہ کا ذکر نہیں کرتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ تم نہیں دیتے تو نہ دو۔ لیکن ایک دنیادار کہتا ہے کہ تم دوگے کیا؟ اگر وہ اسے کچھ نہیں دیتے تو وہ کہتا ہے۔ میں نے کیا تمہارا کام کرنا ہے میں کوئی اور کام تلاش کر لیتا ہوں۔ تم نے اگر قرآن پڑھنا ہے۔ تو میرے گزارے کا بھی انتظام کر دو۔ گویا ایک مولوی بھی قرآن پڑھاتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی قرآن پڑھاتے تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ایک عام مولوی میں یہ فرق ہے کہ مولوی کہتا ہے کہ میرا چالیس روپے ماہوار میں گزارہ نہیں ہوتا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ تم چالیس روپے مجھ سے لے لو مجھے گالیاں دے لو۔ میں نے تو اپنا کام کرنا ہے۔ بظاہر یہ معمولی فرق ہے۔ لیکن اس کے نتیجہ میں ایک رسول بن جاتا ہے۔ اور ایک مولوی۔ اور ایک رسول اور ایک مولوی میں جو فرق ہے تم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے انسان یہ تو اندازہ لگا سکتا ہے کہ دور کا ایک ستارہ جو سورج سے بھی ہزاروں میلوں کے فاصلہ پر ہے۔ وہ زمین سے کتنی دور ہے۔ لیکن

تم یہ اندازہ نہیں لگا سکتے

کہ ایک رسول اور ایک مولوی میں کیا فرق ہے۔ یہ کیوں ہوا۔ یہ اسی لئے ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما اسئلکم علیہ من اجر میں قرآن کریم کے بدلہ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ لیکن ایک مولوی کہتا ہے میں تمہیں قرآن پڑھاؤں گا۔ حدیث سناؤں گا۔ لیکن تم مجھے دوگے کیا؟ غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ایک مولوی میں یہ فرق ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھا۔ اس کے بدلہ میں کچھ نہیں مانگا لیکن مولوی اس کے بدلہ میں اپنے گزارے کے لئے کچھ مانگتا ہے۔

یہی وجہ ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین میں سے کوئی موسےٰ کا مثیل ہوا۔ کوئی عیسےٰ کا مثیل ہوا۔ کوئی داؤد کا مثیل ہوا۔ اور کوئی سلیمان کا مثیل ہوا۔ آپ کے سب صحابہؓ ستارے تھے۔ جو دنیا کے لئے راہ نمائی کا موجب بنے۔ لیکن عام علماء میں سے وہ لوگ بھی ہیں جن کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے پردے پر اگر کوئی ذلیل ترین وجود دیکھنا ہو۔ تو وہ انہیں دیکھ لے۔ گویا ایک کے متبعین میں سے ادنےٰ سے ادنےٰ افراد بھی ستارے ہیں اور ایک کے ساتھیوں میں سے وہ وجود بھی ہیں۔ جو دنیا کے پردے پر ذلیل ترین سمجھے جاتے ہیں یہ فرق صرف روحانیت کا ہے۔ پس

تم خدا کے لئے ہو جاؤ

خدا تعالےٰ یہ نہیں کہتا کہ تم کھانا نہ کھاؤ۔ پانی نہ پیو کپڑا نہ پہنو۔ اور مکان میں نہ رہو۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ تم میرے پاس آجاؤ۔ میں تمہیں یہ سب چیزیں دوں گا۔ ہاں تم نیت کر لو۔ یہ چیزیں ملتی ہیں تو ملیں نہیں ملتی تو نہ ملیں۔ ہم نے کبھی کوئی ایسا نبی نہیں سنا۔ جسے پہننے کے لئے کپڑے میسر نہ ہوں۔ انہیں بھی بہر حال کپڑے میسر آجاتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ جیسے کپڑے مل جائیں مل جائیں۔ لیکن پہنتے ضرور ہیں۔ اور کپڑے ایک مولوی ایک عام دنیادار مسلمان اور ایک عیسائی بھی پہنتا ہے۔ ان میں یہی فرق ہے کہ ایک نے اللہ تعالےٰ کو مقدم رکھا۔ اور دنیا کو مؤخر اور دوسرے نے دنیا کو مقدم رکھا اور خدا کو مؤخر۔ اور یہی تھوڑا سا فرق ہے جس کی وجہ سے ایک رسول بن گیا اور ایک دنیادار مولوی بن گیا۔

غرض روحانیت کے لئے ارادہ اور نیت کی ضرورت ہے۔ تم خدا تعالےٰ کو اپنے تمام امور میں مقدم کر لو۔ تمہیں روحانیت مل جائے گی۔ اور روحانیت والا گھوڑے کو آگے باندھتا ہے۔ اور گاڑی کو پیچھے۔ لیکن ایک دنیادار گاڑی کو آگے باندھتا ہے اور گھوڑے کو پیچھے۔ کہنے کو تو یہ ایک معمولی سی بات ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسا کرے تو لوگ اس پر ہنسنے لگ جائیں۔ پس تم خدا تعالےٰ کو مقدم رکھو اور دنیا کو مؤخر۔ اسی کا نام روحانیت ہے۔ لیکن اگر تم خدا تعالےٰ کو مقدم اور دنیا کو مؤخر نہیں رکھتے تو اس کا نام روحانیت نہیں۔

اسلام کی رو سے ایک شہری کا سب سے پہلا اور مقدّم فرض

امن اور ترقی کے نقطۂ نگاہ سے اس فرض کی بنیادی اہمیت

(مسعود احمد دہلوی)

اسلام ایک کامل دین ہے اس نے جہاں انسانی زندگی کے دیگر شعبوں کے متعلق تفصیلی احکام دئے ہیں وہاں حکومت اور رعایا کے حقوق و فرائض پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اس مختصر سے مضمون میں ان جملہ حقوق و فرائض کو بیان کرنا مقصود نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے سردست ہم اس امر کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے کہ اسلام نے ایک شہری کا سب سے ضروری اور اہم فرض کیا قرار دیا ہے۔

سو اسلام کی رو سے ایک شہری کا بحیثیت شہری سب سے بنیادی، پہلا اور مقدم فرض یہ ہے کہ وہ جس مملکت کا شہری ہے اس مملکت کی حکومت کا دل سے خیر خواہ رہے۔ اُس سے پورا پورا تعاون کرے اور اس کی صحیح روح اور جذبہ کیساتھ اطاعت بجالائے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں خدا اور رسول کی فرمانبرداری اختیار کرنے کا حکم دیا ہے وہاں ساتھ ہی فرمانرواؤں اور حکامِ وقت کی اطاعت بجالانے کی بھی تلقین فرمائی ہے اور ان دونوں اطاعتوں میں کوئی فرق روا نہیں رکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

یا ایہا الذین اٰمنوا
اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم۔
(النساء آیت ۶۰)

یعنی اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خدا اور رسول کی اطاعت کی طرح اولی الامر کی اطاعت کو بھی لازمی قرار دیا ہے دونوں میں کوئی تفریق نہیں کی جس طرح ایک مسلمان شہری کے لئے خدا اور رسول کی اطاعت فرض ہے اسی طرح اُس پر حکومت کی اطاعت بھی فرض ہے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں اطیعوا کا لفظ اللّٰہ اور الرسول کے الفاظ کے ساتھ تو علیحدہ علیحدہ استعمال ہوا ہے لیکن اولی الامر کے ساتھ اسے دہرایا نہیں گیا بلکہ الرسول کے بعد "و" کا حرف استعمال کر کے خدا اور رسول کی اطاعت کے ساتھ ہی اولی الامر کی اطاعت کو شامل کر دیا گیا ہے اس میں یہ اشارہ مخفی ہے کہ از روئے قانون قائم شدہ حکومت کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت سے علیحدہ کوئی اطاعت نہیں ہے بلکہ اس کی اطاعت بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح خدا اور رسول کی اطاعت فرض ہے یعنی جس شخص نے اللہ اور رسول کے احکام کی تعمیل میں حکامِ وقت کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم جانا وہ فی الاصل اللہ اور اس کے رسول کا ہی اطاعت گزار شمار ہوگا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکومتِ وقت (جس کے ہاتھ میں نظم و نسق کا اختیار ہے اور جو رعایا کے جان و مال اور جملہ حقوق کی محافظ ہے) کی اطاعت پر بہت زور دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں امن اور ترقی کا مدار اطاعتِ اولی الامر پر ہی ہے۔ وہ قوم جس کے افراد اطاعتِ اولی الامر کے قرآنی حکم پر کاربند نہ ہوں اور حکومت کے ساتھ تعاون اور اس کی خیر خواہی کا دم بھرنے کی بجائے بغاوت، سرکشی اور فتنہ و فساد کی راہوں پر چلنے والے ہوں وہ قوم دنیا میں کبھی ترقی نہیں کر سکتی اور نہ کبھی اس قوم کے افراد کو اتنا امن ہی میسر آسکتا ہے کہ وہ متمدن زندگی سے متعلق ایک مثالی معاشرہ دنیا میں قائم کر سکیں اور اس طرح دنیا کی ہدایت کا موجب بن سکیں پس اسلام کی رو سے اطاعتِ اولی الامر کو خدا اور رسول کی اطاعت کی طرح ایک بنیادی اہمیت حاصل ہے جس سے انحراف کو اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا۔

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی جماعت پر ہی نہیں اپنے ملک پر ہی نہیں بلکہ موجودہ زمانے پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے اطاعتِ اولی الامر کے قرآنی اصول کو دنیا میں از سرِ نو اجاگر کیا اور بروقت اس کی اہمیت جتلا کر واضح فرمایا کہ قرآن مجید کے اس اصول کو اپنائے بغیر دنیا میں کبھی کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ آج جبکہ دنیا میں قومی بنیادوں پر ہر طرف نیشنل سٹیٹس قائم ہیں اطاعتِ اولی الامر کے قرآنی حکم کی اہمیت پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے کوئی نیشنل سٹیٹ بھی اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک کہ اس کے بسنے والے تمام افراد خواہ وہ کسی مذہب یا عقیدے کے پابند ہوں مل کر حکومت کی پوری پوری اطاعت نہ کریں اور اسی طرح اطاعت نہ کریں جس طرح وہ خدا کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں۔

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام نے اطاعتِ اولی الامر کے قرآنی اصول کو اس شدومد کے ساتھ پیش فرمایا ہے کہ آپ اس پر عملدرآمد میں ذرہ بھر بھی تخلف کے روادار نہ تھے سورۃ النساء کی جو آیت ہم نے اوپر درج کی ہے اُس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں کو خدا اور رسول اور حکامِ وقت کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اپنے عملی پہلو کے لحاظ سے اس حکم سے مراد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ضمن میں جو احکام بھی دئے ہیں انہیں بجالایا جائے اور ساتھ ہی حکامِ وقت کی بھی پوری پوری اطاعت کی جائے تاکہ امن و سلامتی اور تعمیر و ترقی کی راہ کھلی رہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی اسی آیت میں بیان کردہ اصل کی روح اور اس کے عملی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی جماعت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے بعض اصولوں پر کاربند ہونے کی تلقین فرمائی۔ یہ اصول آپ کی جماعت کے لئے بنیادی اصولوں (Fundamental Principles) کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان اصولوں سے انحراف اُس کے لئے کسی حال میں بھی ممکن نہیں ہے۔ آپ ان بنیادی اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں:-

اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کر کے اُس کی اطاعت اور عبادت میں مشغول رہنا، اس کی عظمت کو دل میں بٹھانا اور اس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا، اور اس کو واحد لاشریک جاننا، اور اس کے لئے پاک زندگی رکھنا، اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اس کا مرتبہ نہ دینا اور درحقیقت اسکو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا۔

دوم یہ کہ تمام بنی نوعِ انسان سے ہمدردی سے پیش آنا اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔

سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے..... جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اسکی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اُس کو تشویش میں ڈالیں۔

یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیئے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں"۔
(اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۵ء منقول از تبلیغِ رسالت جلد ششم صـ ۶۸)

ان اصول ثلاثہ میں سے تیسرا اصول حضور علیہ السلام نے یہی بیان فرمایا ہے کہ حکومتِ وقت کی اطاعت کو لازم پکڑا جائے اور اس میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ دکھایا جائے آپ نے جہاں کہیں بھی اپنی کتب اور اشتہارات میں نیز اپنی تقاریر اور ملفوظات میں جماعت کو نصائح فرمائی ہیں وہاں اطاعتِ اولی الامر کے قرآنی حکم پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے کی اہمیت کو خوب واضح فرمایا ہے چنانچہ آپ ایک جگہ حکومتِ وقت کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

(۱) "اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کے ساتھ بسر کرو اسی کے شکر گزار اور فرمانبردار بنے رہو.....
..... سو اگر ہم سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں اس صورت میں ہم سے زیادہ بد دیانت کون ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے قانون اور شریعت کو ہم نے چھوڑ دیا"۔
(شہادۃ القرآن صـ ۸۱)

(ب) ”اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر احسان اٹھاوے، اس کے ظلِ حمایت میں بہ امن و آسائش رہ کر اپنا رزقِ مقسوم کھاوے، اس کے انعاماتِ متواترہ سے پرورش پاوے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اس کے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکر نہ بجالاوے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبولؐ کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ ادا کریں اور منعم کا شکر بجالاویں اور جب کبھی ہم کو موقعہ ملے تو ایسی گورنمنٹ سے بدل صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور بطیب خاطر معروف اور واضح طور پر اطاعت اٹھاویں“

(شہادت القرآن حاشیہ صفحہ ۹۴)

حکومتِ وقت کی اطاعت کرنے میں آپ نے اپنا اعلیٰ نمونہ دکھانے کی تلقین فرمائی ہے کہ آپ اس کے سرے سے روادار ہی نہ تھے کہ انسان ظاہرا تو اطاعت کرے اور دل میں حکومت کے متعلق نیک ارادہ نہ رکھے۔ آپ نے ہمیشہ یہی تاکید فرمائی کہ جس حکومت کے تحت بھی تم زندگی بسر کرو اس کے دل سے خیر خواہ رہو اور کبھی تمہارے ارادہ اور نیت میں کوئی شر کا پہلو نہ ہونے پائے۔ آپ نے واضح فرمایا حکومت کی اطاعت عبادت کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ خدا اور اس کے رسول نے اس کی تلقین فرمائی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

(ج) ”خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالیٰ اپنے محسن بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ در اصل یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کو چھوڑنے سے دوسرے کو چھوڑنا لازم آجاتا ہے“ (شہادت القرآن صفحہ ۸۰)

(د) ”جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم با امن زندگی بسر کریں اس کے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے اور جب ہم ایسے بادشاہ کی دلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اس وقت عبادت کر رہے ہیں کیا اسلام کی یہ تعلیم ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اس پر آگ برسائیں اور جو ہمیں روٹی دے اس پر پتھر ماریں۔ ایسے انسان سے اور کون زیادہ بدذات ہوگا جو احسان کرنے والے کے ساتھ بدی کا خیال بھی دل میں لاوے“

(شہادت القرآن صفحہ ۸۱-۸۲)

اطاعتِ اولی الامر کے قرآنی حکم پر صحیح معنوں میں عملدرآمد کا ایک بنیادی تقاضا یہ ہے کہ فتنہ و فساد کے طریقوں سے بکلی اجتناب کیا جائے اور ایسے خلاف امن امور سے دور رہا جائے جو حکومت کو تشویش میں ڈالنے والے ہوں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے نہ صرف یہ کہ اپنی جماعت کو حکومت کے خلاف فتنہ و فساد کی سرگرمیوں سے دور رہنے کی تلقین فرمائی بلکہ صلح و آشتی اور عاجزی و فروتنی کا طریق اختیار کرنے پر خاص زور دیا۔ آپ کو اس بات کا اتنا خیال تھا اور آپ اپنی جماعت کے افراد کو خلاف امن حرکات سے اس قدر دور رکھنا چاہتے تھے کہ آپ نے ہمیشہ کے لئے یہ اصول مقرر کر دیا کہ جو شخص بھی خلافِ امن امور میں حصہ لے اور فتنہ و فساد کا طریق اختیار کرے اسے ہرگز اس جماعت میں شامل نہیں سمجھا جائے گا چنانچہ اطاعت اولی الامر کے اس بنیادی تقاضا کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

(س) ”میں اپنے تمام مریدوں کو ..... نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ ..... ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں اور جیسا کہ میں نے پہلے اس سے شرائط بیعت کی دفعہ چہارم میں سمجھایا ہے ..... (حکومتِ وقت) کی سچی خیر خواہی اور بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں اور پرہیزگار اور صالح اور بے شر انسان بن کر پاک زندگی کا نمونہ دکھائیں۔ اور اگر کوئی ان میں سے ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو یا بے جا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بدزبانی سے کام لے تو اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے باہر متصور ہوگا اور مجھ سے اس کا کچھ تعلق باقی نہیں رہے گا دیکھو آج میں کھلے کھلے لفظوں سے آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اور بھی ترقی دیں اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دور رکھیں اور ایسا نمونہ دکھائیں جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کریں گے۔ مگر یاد رہے اور خوب یاد رہے کہ جو شخص ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے“

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۶۷)

الغرض حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو اطاعت اولی الامر کے قرآنی اصول پر کاربند ہونے کی نہ صرف تلقین فرمائی ہے بلکہ اس پر اتنا زور دیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے افراد اس سے کبھی لاپرواہ ہو سکتے اور غافل ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آج دنیا میں قومی اور ملکی بنیادوں پر قیام امن اور تعمیر و ترقی کا سب راز اسی اصول پر کاربند ہونے میں مضمر ہے۔ اسلام نے جہاں حکومت کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ عدل و انصاف کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے اپنے جملہ شہریوں کے جان و مال اور ان کے جملہ حقوق کی حفاظت کرے وہاں اس نے شہریوں کے لئے یہ ضروری اور لازمی قرار دیا ہے کہ وہ جس حکومت کے تحت بھی زندگی بسر کر رہے ہوں اس کی پوری اطاعت بجا لائیں اور ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بکلی مجتنب رہتے ہوئے پُر امن اور صلح کل شہریوں کی طرح رہیں اور حکومت کی سچی خیر خواہی اور اس کے ساتھ پورے پورے تعاون کو اپنا شعار بنائیں۔ یہ وہ بنیادی پہلا اور مقدم فرض ہے جو ہر ایک شہری پر بحیثیت شہری عائد ہوتا ہے اور اسے بجا لائے بغیر وہ صحیح معنوں میں شہری کہلا ہی نہیں سکتا اور یہی وہ فریضہ ہے جس کی اہمیت موجودہ زمانے کے بدلے ہوئے حالات میں دن بدن واضح سے واضح تر ہوتی جا رہی ہے۔

درخواست دعا: میرا لڑکا عبد الکریم بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے۔ آمین (عبد اللطیف بیدیانوالہ 71/R-B لائلپور)

وقفِ جدید اور وعدہ جات

وقفِ جدید کے وعدہ جات کی آخری تاریخ ۳۰/۶/۶۱ مقرر کی جاتی ہے۔ احباب کرام اس عرصہ کے اندر اندر اپنے وعدہ جات ارسال فرمائیں تا کہ ان کا اندراج کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کی جائے جملہ امرائے کرام و صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعت کے جملہ احباب کو یہ اعلان سنا دیں اور تاریخ مقررہ تک نئے وعدہ جات کی فہرستیں دفتر میں بھجوا دیں وعدوں میں اضافہ جات ہر وقت کئے جا سکتے ہیں۔ وعدہ جات اور وصولی چندہ و ترسیل زر کا پورا پورا جائزہ لے کر دفتر وقف جدید کو آگاہ فرما دیں جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزا

(ناظم مال وقف جدید۔ ربوہ)

مجالس خدام الاحمدیہ ۲ جولائی سے ۸ جولائی تک ہفتہ وصولی بقایا جات منائیں

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ چندہ جات خدام الاحمدیہ کی آمد میں کمی آگئی ہے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ تمام مجالس ۲ جولائی ۱۹۶۱ء سے ۸ جولائی ۱۹۶۱ء تک ہفتہ وصولی بقایا جات منائیں۔

مجالس ابھی سے ہفتہ منانے کی تیاری شروع کر دیں تا کہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو سکیں۔ (مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

ولادت

مورخہ ۲۷ مئی بروز ہفتہ گیارہ بجے شب مکرم عبد الرشید احمد صاحب بی اے کو اللہ تعالیٰ نے پہلا فرزند عطا فرمایا نومولود کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے عبد الباقی تجویز فرمایا — نومولود محترم بابو عبد العزیز صاحب پنشنر کا پوتا اور محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ کا نواسہ ہے۔

بزرگان سلسلہ و احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو دراز عمر دے۔ نیک صالح اور با اقبال زندگی عطا فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین (خورشید احمد)

عسر اور یسر ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے گھر کا خیال رکھنے والے مخلصین

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تعمیر مساجد میں حصہ لینا صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے اس سلسلہ میں تازہ فہرست درج ذیل ہے۔ قارئین کرام سے ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۴۳۳ - مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب صدر دہلی دروازہ لاہور از احباب جماعت ۰۰ — ۱۵
۴۳۴ - " ڈاکٹر غلام محمد صاحب حق چک ۲۹ ضلع سرگودھا از " " ۵۰ - ۱۸
۴۳۵ " مرزا عبد الرحمٰن صاحب کراچی از " " ۵۰ - ۱۱
۴۳۶ محترمہ والدہ صاحبہ چوہدری محمد یوسف صاحب دار الرحمت وسطی ربوہ ۰۰ — ۳
۴۳۷ مکرم مستری عبد الرحیم صاحب جہلم از احباب جماعت ۵۰ - ۸
۴۳۸ " چوہدری حمید نصر اللہ خانصاحب ماڈل ٹاؤن لاہور ۰۰ — ۴۶
۴۳۹ " چوہدری ناصر محمد صاحب سیال ربوہ ۰۰ — ۱۱
۴۴۰ فضل عمر فارمیوٹیکلز ربوہ ۰۰ — ۱۱
۴۴۱ مکرم میاں محمد یحیٰ صاحب نیلا گنبد لاہور۔ از احباب جماعت ۷۵ - ۱۲
۴۴۲ " مرزا محمد عثمان صاحب قصور ضلع لاہور " " " ۵۸ - ۳۳
۴۴۳ " مرزا عبد الحمید صاحب چغتائی احمد نگر ضلع جھنگ ۰۰ — ۴۰
۴۴۴ " محمد یعقوب صاحب چک ۱۲۱ ج ب گوکھووال ضلع لائلپور ۰۰ — ۷
۴۴۵ " سید لال شاہ صاحب امیر جماعت آنبہ از احباب جماعت ۳۱ — ۲۵
۴۴۶ " ڈاکٹر شبیر محمد عالی صاحب دار البرکات - ربوہ ۰۰ — ۵
۴۴۷ " ڈاکٹر غلام محمد صاحب حق چک ۲۹ ضلع سرگودھا ۵۰ — ۳

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

انصار اللہ کا امتحان — "پیغام صلح"

جیسا کہ "مجالس انصار اللہ کے لئے ہدایات ۱۹۶۱ء" میں درج ہے۔ دوسری سہ ماہی میں انصار اللہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف "پیغام صلح" کا امتحان ہوگا۔ امتحان کیلئے تاریخ ۹ جولائی ۱۹۶۱ء مقرر کی جاتی ہے۔ (لیکن ربوہ میں یہ امتحان ۳۰ جون ۱۹۶۱ء کو ہوگا)

تمام انصار احباب ازراہ کرم فوری طور پر تیاری شروع فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ اس امتحان میں شریک ہونے کی کوشش کریں۔ زعماء / زعماء اعلیٰ سے گذارش ہے کہ وہ اس امتحان میں احباب کو کثرت سے شریک ہونے کی تلقین کریں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

امتحان میں شریک ہونے والے احباب کی فہرست پندرہ جون تک دفتر میں بھجوا دی جائے تاکہ زعماء صاحبان کو ان کے مطابق پرچہ جات ارسال کئے جاسکیں۔

(قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

خانہ خدا کی تعمیر کے لئے کم از کم ۱۵۰ روپے ادا فرمانے والے مخلصین کی فہرست نمبر ۴۰

ذیل میں ان مخلصین بھائیوں اور بہنوں کے اسم گرامی پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے مسجد احمدیہ فرینکفورٹ (جرمنی) کے لئے کم از کم -/۱۵۰ روپیہ تحریک جدید کو ادا فرما دیا ہے فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ دیگر مخیر احباب سے گذارش ہے کہ وہ بھی اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے کر دائمی ثواب حاصل کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۳۴۷ - محترمہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ اہلیہ قاضی محمد رشید صاحب دار الرحمت وسطی۔ ربوہ — -/۱۵۰
۳۴۸ - مکرم حافظ بشیر احمد صاحب کرنال الفردوس انارکلی لاہور -/۱۵۰
۳۴۹ مکرم حاجی محمد لطیف صاحب کالیہ آنبہ ضلع شیخوپورہ -/۱۵۰

(وکیل المال اول تحریک جدید۔ ربوہ)

جلسہ

۲۷ مئی یوم خلافت کی تقریب پر جماعت احمدیہ ۹۶ صریح لائلپور نے ایک جلسہ کا اہتمام کیا جلسہ کی کارروائی بعد نماز عشاء زیر صدارت چوہدری محمد طفیل صاحب نائب ایم۔ اے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جو چوہدری بشیر احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت نے کی۔ رفیق احمد صاحب نے برکات خلافت کے متعلق ایک نظم پڑھ کر سنائی۔

تلاوت و نظم کے بعد چوہدری بشیر احمد صاحب نے اپنی تقریر میں خلافت ثانیہ کے معجز کارنامے بیان کئے۔ اس کے بعد چوہدری وزیر خانصاحب نے اپنی ایک پنجابی نظم سنائی۔ نظم کے بعد حوالدار قریشی فیروز الدین صاحب انسپکٹر تحریک جدید نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ کس طرح خلافت کی برکت سے فرقان فورس کے ماتحت جماعت احمدیہ کے سینکڑوں نوجوانوں کو اپنے ملک کی خدمت کرنے کی توفیق مل چکی ہے۔

آخری تقریر مولوی محمد ابراہیم صاحب مجاہد مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی تھی۔ آپ نے برکات خلافت کے موضوع پر آیت استخلاف سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ (۱) خلیفہ خدا بناتا ہے۔ لہذا ان کو کوئی معزول نہیں کرسکتا (۲) خلافت کے ذریعہ دین کو طاقت و تمکین حاصل ہوتی ہے (۳) خلفاء کو اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کے ماتحت نازک حالات میں بھی اپنی کامیابی پر پورا پورا یقین ہوتا ہے۔ (۴) توحید کا علم دنیا میں خلافت ہی کے زیر انتظام بلند ہو سکتا ہے۔

جلسہ ختم ہونے سے قبل صاحب صدر نے مقررین اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اپنی صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح ملک کا ایک بادشاہ یا صدر ہوتا ہے اسی طرح نبی کی وفات کے بعد الٰہی سلسلوں کی راہنمائی خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ کرتا ہے اور کسی اختلافی امر میں خلیفہ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ بعد ازاں اجتماعی دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔

وزیر محمد خاں
(سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ ۹۶ گ ب صریح ضلع لائلپور)

دورہ انسپکٹران وقف جدید

وقف جدید کے مندرجہ ذیل انسپکٹران اس وقت دیہاتی جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں جملہ احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ ان سے پورا تعاون کریں اور چندہ وقف جدید حسب وعدہ فراہم کرانے میں پوری امداد دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

چوہدری عبد الرحمٰن صاحب :۔ سابق سندھ کے تمام اضلاع۔
میاں محمد یعقوب صاحب :۔ ضلع ملتان۔ مظفر گڑھ۔ لائلپور اور جھنگ۔
حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیل :۔ ضلع گجرات و سرگودھا۔
صوفی خدا بخش صاحب بی۔ اے :۔ ضلع سیالکوٹ
معلم سلطان احمد صاحب مجاہد :۔ ضلع گوجرانوالہ۔

(ناظم مال وقف جدید)

پتہ مطلوب ہے

ملک منور الدین صاحب ولد ملک سراج دین صاحب موصی ۱۱۲۴۹ سابق سکونت امرتسر حال رسول ضلع گجرات کے مکمل ایڈریس کی دفتر وصیت کو ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کو ان کے مکمل ایڈریس کا علم ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ اور اگر موصی مذکور خود اس اعلان کو پڑھیں تو فوراً اپنے مکمل ایڈریس سے دفتر کو مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

وظائف انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنیکل سٹڈیز

نیشنل ٹیکنیکل ایجوکیشن ٹرسٹ نے ۲۵ وظائف ہر یک مالیتی -/۲۰ روپے مستحقین طلبہ انسٹی ٹیوٹ کے لئے منظور کئے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ایسے طلبہ کو بجائے -/۴۰ روپے صرف -/۲۰ ماہوار فیس ادا کرنی ہوگی۔ خواہشمند امیدوار ۱۵ جون ۱۹۶۱ء سے قبل درخواستیں برائے داخلہ مع فارم وظیفہ دیدیں۔ فارم قیمتی ۸ آنے انسٹی ٹیوٹ سے ملتا ہے۔

(ناظر تعلیم - ربوہ)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۶۰۶۹: میں سلیمہ بیگم زوجہ چوہدری محبوب احمد صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن سرگودھا بلاک ۱۸ ڈاکخانہ و ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۳/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار جیب خرچ مبلغ تیس روپے پر ہے جو مجھے میرے خاوند مذکورہ بالا سے ہر ماہ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ حق مہر مشرقی پنجاب میں وصول کر کے خرچ کر چکی ہوں۔ زیورات اس وقت کوئی نہیں۔

الامۃ سلیمہ بیگم زوجہ محبوب احمد بلاک ۱۸ سرگودھا

گواہ شد: محبوب احمد روزنٹ کیمیکل انڈسٹریز بلاک ۱۸ سرگودھا۔

گواہ شد منور احمد ولد چوہدری محبوب احمد بلاک ۱۸ مکان نمبر ۳-S-۵ سرگودھا (پسر موصیہ)

نمبر ۱۶۰۷۰: میں مستری ولی محمد ولد نور دین قوم راجپوت شیخو پیشہ دکانداری عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ ساکن بڑپایہ۔ ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس آج بتاریخ ۱۴/۵/۶۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (الف) جائیداد غیر منقولہ: (۱) دس مرلہ زمین کا پلاٹ ربوہ شریف قیمتی مبلغ ۷۵۰ روپے (۲) مکان ملکیتی بمعہ احاطہ رقبہ ۱/۲ ۴ کنال۔ قیمتی مبلغ ۲۰۰۰/- روپے واقعہ موضع بڑپایہ ضلع لاہور

(ب) جائیداد منقولہ:۔

(۱) ایک راس بھینس قیمتی ۳۰۰/- روپے

(۲) ایک راس گائے قیمتی ۲۰۰/- روپے

(۳) ایک راس بھینس خورد سال قیمتی ۱۰۰/- روپے

میزان کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ۳۳۵۰/-

میں اس جائیداد مفصلہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ اس کے علاوہ اپنے پیشہ سے آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت تا زیست ادا کرتا رہوں گا۔ اس وقت ماہوار آمد قریباً ۳۰/- روپے ہے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد مستری ولی محمد ولد نور دین صاحب

گواہ شد راجہ خورشید احمد موصی نمبر ۱۲۳۱۲ مربی سلسلہ احمدیہ ۱۴/۵/۶۰

گواہ شد مولوی ارجمند احمد صدر جماعت احمدیہ بڑپایہ ضلع لاہور۔

نمبر ۱۶۰۷۱: میں زاہدہ اختر زوجہ چوہدری مبارک احمد انصاری قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن دار الصدر غربی الف ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۱۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرا حق مہر ایک ہزار روپیہ ہے میں خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ (۲) میرا زیور بتفصیل ذیل ہے:۔

۱۔ کڑے طلائی وزنی ۹ تولے۔

۲۔ چوڑیاں طلائی ۸ عدد وزنی ۴ تولے

۳۔ ہار طلائی وزنی ۴ تولے۔

۴۔ گلوبند طلائی وزنی ایک تولہ ۹ ماشے۔

۵۔ جھمکے طلائی وزنی ایک تولہ ۲ ماشے۔

۶۔ پینڈن طلائی وزنی ۲ تولے۔

۷۔ ٹیکا طلائی وزنی ایک تولہ ۳ ماشے

۸۔ انگوٹھیاں طلائی چار عدد وزنی ایک تولہ چھ ماشے۔ کل وزن ۲۷ تولے۔ مالیتی ۲۳۴۰/- روپے۔ کل میزان معہ حق مہر ۳۳۴۰/- روپے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اپنے حق مہر اور زیورات کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ جائیداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا کوئی آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ۔ زاہدہ اختر محلہ دار الصدر غربی ربوہ

گواہ شد مبارک احمد انصاری (خاوند موصیہ) موصی نمبر ۱۳۰۸۶ محلہ دار الصدر غربی۔ ربوہ

گواہ شد قاضی محمد رشید (خسر موصیہ) محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ

نمبر ۱۶۰۷۲: میں حلیمہ نزہت زوجہ لطف الرحمن شاکر قوم انصاری پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۴/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں منقولہ جائیداد صرف بصورت زیورات ہے جن کی تفصیل بمعہ وزن اور قیمت درج ذیل ہے:

۱۔ ایک جوڑی بالیاں طلائی وزن ۸ ماشہ۔ ۹۵/- روپے

۲۔ دو عدد انگوٹھیاں طلائی وزن ۸ ماشہ۔ ۹۵/-

۳۔ ایک عدد ہار طلائی وزن ایک تولہ ایک ماشہ۔ ۱۵۲/-

۴۔ چھ عدد چوڑیاں طلائی وزن ۴ تولہ ۵ ماشہ۔ ۶۱۸/-

۵۔ ایک جوڑی کانٹے طلائی وزن ایک تولہ چار ماشہ۔ ۱۸۶/-

کل قیمت زیورات ۱۱۴۶/- روپے

میں اپنا مہر مبلغ پانچ سو روپے پورے کا پورا شوہر سے وصول کر چکی ہوں۔ جن کا میں نے زیور بنوا لیا ہے۔ اور وہ زیور کا اندراج فہرست زیورات مندرجہ بالا میں کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں تمام جائیداد (۱۱۴۶/-) کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم [illegible] صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم حصہ جائیداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائیداد پیدا کروں یا حاصل کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کروں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔

الامۃ۔ حلیمہ نزہت ربوہ ضلع جھنگ ۲۰/۴/۶۱

گواہ شد لطف الرحمن شاکر (خاوند موصیہ) نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ ۲۰/۴/۶۱

گواہ شد قاضی محمد رشید (خسر موصیہ) موصی نمبر ۱۵۳۵ دار الرحمت وسطی ربوہ ضلع جھنگ ۲۰/۴/۶۰

نمبر ۱۶۰۷۳: میں صالحہ قانتہ بنت قاضی محمد رشید قوم انصاری پیشہ خانہ داری عمر ۲۱ سال (غیر شادی شدہ) تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ اپریل ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں۔ میرے گذارہ کے ذمہ دار اس وقت میرے ماں باپ ہیں۔ عارضی طور پر میں اس وقت نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ میں بطور معلمہ مصروف الخدمت ہوں جہاں سے مجھے بصورت تنخواہ و الاؤنس مبلغ ۴۸/- روپے ماہوار ملتے ہیں۔ میں اپنی ماہوار آمد کا (جب تک اور جس صورت و مقدار میں قائم رہے) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

الامۃ۔ صالحہ قانتہ بنت قاضی محمد رشید محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ ضلع جھنگ۔ مؤرخہ ۱۸ اپریل ۱۹۶۱ء

گواہ شد رفیق احمد ثاقب موصی نمبر ۱۴۶۳۰ لیکچرار ٹی آئی کالج ربوہ برادر موصیہ ۱۸/۴/۶۱

گواہ شد۔ قاضی محمد رشید والد موصیہ موصی نمبر ۱۵۳۵ محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ ضلع جھنگ ۱۸/۴/۶۱۔

ضروری اعلان

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی رسید بک نمبر ۲۰۴۷ جو کہ رسید نمبر ۳۳ تک استعمال ہو چکی ہے۔ گم ہو گئی ہے۔ لہذا اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس رسید بک پر کوئی ادائیگی نہ ہو۔

مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

محترم شیخ بشیر احمد صاحب کی مراجعت

بقیہ صفحہ اول

سے ۳۰ ؍ مئی کو کراچی پہنچنے کے بعد ۳۱ ؍ مئی کو لاہور واپس تشریف لے آئے۔ بعدہٗ ۴ ؍ جون کو آپ نے لاہور سے ربوہ آکر تعلیم الاسلام کالج کے جلسہ تقسیم اسناد و انعامات میں شرکت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم شیخ صاحب موصوف کے اس سفر کو ہر لحاظ سے مبارک کرے اور حج کو قبول فرماتے ہوئے اس کی غیر معمولی برکات سے نوازے اور مزید دینی و دنیوی ترقیات عطا فرمائے آمین +